# عزت نفس کی تحریک کے ۱۰۰ سال

## پیریار کا ماننا تھا کہ جب تک مظلوم طبقات کو ریزرویشن نہیں ملتا، معاشرے میں مساوات ممکن نہیں

ابھے کمار

آج سے سو سال پہلے، عزت نفس کی تحریک کا آغاز 'مدراس پریذیڈنسی' میں ہوا تھا۔ اس تحریک کے بانی پیریار ای وی. راماسوامی تھے، جو ایک عظیم اقلیت پسند، سماجی مصلح، اور ذات برادری پر مبنی غیر مساوی نظام کے ناقد تھے۔ پیریار جدید دراوڑی تحریک کے بانی بھی تھے۔ شمالی بھارت میں اعلیٰ ذات کی لابی سیاسی حلقوں اور میڈیا میں اتنی مضبوط ہے کہ یہاں پیریار کو اکثر نظرانداز کیا جاتا ہے، لیکن جس تیزی سے ہندوستان کی سیاست میں دائیں بازو کا عروج ہو رہا ہے اور جس شدت کے ساتھ توہم پرستی، عدم مساوات، تعصب اور فرقہ واریت بڑھ رہی ہے، اس دور میں پیریار کی قیادت میں چلنے والی عزت نفس کی تحریک کو یاد کرنا انتہائی ضروری ہوگیا ہے۔ اس تحریک کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ یہ ہندوستانی قومیت کو تنقیدی نگاہ سے سمجھنے میں مدد دیتی ہے اور یہ واضح کرتی ہے کہ سماجی اصلاحات کے بغیر سیاسی آزادی بے معنیٰ ہے۔ پیریار اور عزت نفس کی تحریک کے ساتھیوں نے اپنا موقف واضح طور پر پیش کیا کہ جب تک سماج میں چھوت چھات، ذات پات پر مبنی عدم مساوات اور اعلیٰ ذات کی بالادستی ختم نہیں ہوتی، اور جب تک سماج میں سب کو مساوی حقوق نہیں ملتے، تب تک محکوم طبقوں کے لیے سیاسی آزادی کا کوئی حقیقی مطلب نہیں ہوگا۔ چونکہ پیریار کی فکر اور سوالات براہ راست اعلیٰ ذاتوں کی مونوپولی کو چیلنج کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ پیریار کی باتوں اور عزت نفس کی تحریک کے مطالبات کو علیحدگی پسندی کے الزامات کا سامنا کرنا پڑا، اور انہیں بدنام کرنے کی سازشیں کی گئیں۔ تاہم، وقت کے ساتھ پیریار کی انقلابی فکر جنوبی بھارت سے آگے پھیلنے لگی، اور آج انہیں ایک عظیم سماجی مصلح اور مفکر کے طور پر جانا اور پڑھا جا رہا ہے۔

عزت نفس کی تحریک شروع کرنے سے پہلے، پیریار کانگریس پارٹی کے ساتھ منسلک تھے۔ ۱۹۲۰ء کی دہائی میں شروع ہونے والی تحریک عدم تعاون میں پیریار نے بھرپور انداز میں حصہ لیا۔ اس وقت وہ مدراس پریذیڈنسی کانگریس کے ایک نمایاں لیڈر تھے۔ وہ مہاتما گاندھی سے کافی متاثر تھے اور اپنی خاندانی تجارت کو چھوڑ کر ملکی آزادی کی جدوجہد میں شامل ہوگئے۔ انہوں نے اپنے مہنگے ملبوسات کو ترک کر کے کھادی کے کپڑے پہننے شروع کیے۔ تحریک عدم تعاون کے دوران، پیریار نے ایروڈ میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی، جس کے نتیجے میں انہیں گرفتار کیا گیا۔ گاندھی کی درخواست پر انہوں نے شراب نوشی کے خلاف مہم بھی چلائی، جس کی وجہ سے انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا اور ایک ماہ کی قید کی سزا سنائی گئی۔ وقت کے ساتھ، پیریار ریاستی کانگریس کے ایک اہم رہنما کے طور پر ابھرے اور تمل ناڈو کانگریس کمیٹی کے صدر منتخب ہوگئے۔ پیریار پورے جوش و جذبے کے ساتھ کانگریس کے لیے کام کر رہے تھے، لیکن انہیں جلد ہی اس حقیقت کا احساس ہوا کہ صوبائی کانگریس میں اعلیٰ ذاتوں کی لابی انتہائی مضبوط ہے۔ تروپور میں منعقد ہونے والی کانگریس کی صوبائی کانفرنس میں، پیریار نے ایک قرارداد پیش کی، جس میں اچھوتوں کو مندروں میں داخل ہونے اور عبادت کرنے کی اجازت دینے کی حمایت کی گئی۔ اچھوتوں کو عبادت گاہوں میں داخلے کا حق دینے کا مطالبہ اعلیٰ ذات کے رہنماؤں کے لیے ناقابل قبول تھا۔ چنانچہ پیریار کی قرارداد کی شدید مخالفت کی گئی۔ یہ وہ لمحہ تھا جب پیریار کو اندازہ ہوا کہ جس مقصد کے لیے وہ صوبائی کانگریس میں شامل ہوئے تھے، اسے اس پلیٹ فارم سے حاصل کرنا مشکل ہے۔

پیریار کی قیادت میں چلنے والی عزت نفس کی تحریک کو یاد کرنا انتہائی ضروری ہوگیا ہے۔ اس تحریک کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ یہ ہندوستانی قومیت کو تنقیدی نگاہ سے سمجھنے میں مدد دیتی ہے اور یہ واضح کرتی ہے کہ سماجی اصلاحات کے بغیر سیاسی آزادی بے معنیٰ ہے۔ پیریار اور عزت نفس کی تحریک کے ساتھیوں نے اپنا موقف واضح طور پر پیش کیا کہ جب تک سماج میں چھوت چھات، ذات پات پر مبنی عدم مساوات اور اعلیٰ ذات کی بالادستی ختم نہیں ہوتی، اور جب تک سماج میں سب کو مساوی حقوق نہیں ملتے، تب تک محکوم طبقوں کے لیے سیاسی آزادی کا کوئی حقیقی مطلب نہیں ہوگا۔

دریں اثنا، صوبے میں جسٹس پارٹی کی حکومت نے سماجی انصاف سے متعلق بعض اہم فیصلے کیے، جن کی پیریار نے، جو اُس وقت کانگریس کے رکن تھے، بھرپور حمایت کی۔ ۱۹۲۱ء میں پاناگل کے راجہ کی قیادت میں جسٹس پارٹی کی حکومت نے مدراس ریاستی قانون ساز کونسل میں ایک بل پیش کیا، جس کے تحت ہندو مذہبی انڈومنٹ بورڈ کی تشکیل کا منصوبہ بنایا گیا۔ اس بورڈ کے ذریعے حکومت مندروں کے انتظامات کو بہتر بنانے اور بدعنوانی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پیریار نے جسٹس پارٹی کے اس فیصلے کی بھرپور تعریف کی، خاص طور پر تعلیم اور ملازمت کے شعبے میں محکوم طبقات کے لیے ریزرویشن کی پالیسی کے نفاذ کو سراہا۔ پیریار نے کانگریس کے اندر بھی پسماندہ ذاتوں، دلتوں اور دیگر محکوم طبقات کے لیے ریزرویشن کے حق میں قرارداد پیش کی، لیکن اعلیٰ ذات کے رہنماؤں نے ان کی سخت مخالفت کی۔ تاہم، پیریار اپنی پوزیشن پر قائم رہے۔ ۱۹۲۴ء میں سالم میں منعقدہ جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے، پیریار نے واضح الفاظ میں کہا کہ جب تک مظلوم طبقات کو ریزرویشن نہیں ملتا، معاشرے میں مساوات ممکن نہیں ہوسکتی۔ جب پیریار کو یہ یقین ہوگیا کہ کانگریس کے اعلیٰ ذات کے رہنما سماجی انصاف کو سنجیدگی سے نہیں لے رہے ہیں، تو انہوں نے اپنا الگ راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ، ۱۹۲۵ء میں پیریار نے اپنے حامیوں کے ساتھ مل کر ایک نئی غیر سیاسی تنظیم قائم کی، جس کا نام عزت نفس کی تحریک رکھا گیا۔ پیریار نے اپنی تنظیم کی باتیں عوام تک پہنچانے کے لیے کئی رسائل کی اشاعت کا آغاز کیا، جن میں تمل ہفت روزہ 'کڑی آرسو' اور انگریزی جریدہ 'ریولٹ' شامل تھے۔ سیاست میں درپیش چیلنجوں کے علاوہ، ذات پات کی بنیاد پر امتیازی سلوک، جو پیریار نے اپنی ذاتی زندگی میں محسوس کیا، وہ بھی عزت نفس کی تحریک کے قیام کا ایک اہم سبب تھا۔

۱۷ستمبر ۱۰۷۹ کو پیریار کی ولادت مدراس پریذیڈنسی کے شہر ایروڈ میں ہوئی۔ پیریار کے والد وینکٹا نائکر ایک مشہور تاجر تھے، اور ان کی والدہ، چنہ تھایمل عرف مٹھمل، ایک عقیدت مند خاتون تھیں۔ بچپن میں پیریار نے اپنے گھر میں بہت زیادہ پوجا پاٹ اور مذہبی رسوم دیکھی تھیں۔ لیکن شروعات ہی سے وہ ان رسوم پر سوال اٹھاتے تھے، جو ان کے خیال میں عقل و دلائل کی روشنی میں صحیح نہیں لگتے تھے۔ جب ان کا اسکول میں داخلہ ہوا، تو وہاں انہوں نے دیکھا کہ استاذ جو اعلیٰ ذات سے تعلق رکھتے تھے، پسماندہ ذاتوں کے بچوں کے ساتھ تعصب کا مظاہرہ کرتے تھے۔ اسکول میں ذات پات کی بنیاد پر بچوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا تھا، اور نچلی ذات اور مسلمان بچوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا ناپاک سمجھا جاتا تھا۔ پیریار میں بچپن سے ہی انقلابی خیالات جنم لے چکے تھے، چنانچہ انہوں نے پسماندہ ذاتوں اور مسلمانوں کے ساتھ کھانا کھایا اور ان کے ساتھ وقت گزارا۔ اس بغاوت کے باعث انہیں معاشرتی ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ ذات پات کی غیر برابری کو نہ ماننے کی وجہ سے پیریار کو اسکول کی تعلیم جاری رکھنے سے روک دیا گیا، اور ۱۲ سال کی عمر سے پہلے ہی ان کی تعلیم کا سلسلہ ختم ہوگیا، جس کے بعد وہ اپنے والد کی تجارت سے منسلک ہو گئے۔ تاہم، کچھ سال بعد، ۱۹۰۴ میں انہوں نے اپنا خاندان چھوڑ کر کاشی کا رخ کیا۔ کاشی میں ان کے ساتھ ذات پات پر مبنی غیر انسانی رویہ اختیار کیا گیا، جہاں انہیں ایک مہمان خانے میں کھانا صرف اس لیے نہیں دیا گیا کیونکہ ان کا تعلق اعلیٰ ذات سے نہیں تھا۔ جب ان سے بھوک برداشت نہیں ہوئی، تو انہوں نے بچا ہوا جھوٹا کھانا کھایا۔ اسی دوران پیریار نے دیکھا کہ جس مہمان خانے سے انہیں نکالا گیا، وہ تامل ناڈو کے ایک تاجر کے پیسوں سے بنا تھا۔ کاشی کے تلخ تجربات اور سماج میں ذات پات کی بنیاد پر ہونے والی ناانصافیوں نے پیریار کو گہرائی سے متاثر کیا۔ انہوں نے ایسی ہی سماجی عدم مساوات مین اسٹریم سیاسی پارٹیوں میں بھی دیکھی، جس کے بعد انہوں نے عزت نفس کی تحریک کی بنیاد رکھی۔ ■

(مضمون نگار تاریخ کے اسکالر ہیں)

debatingissues@gmail.com